اجراء: ۲۳/۳/۴۷ھ
وارد: ۵/۴/۲۵ء

(4557)

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(1) ... کسی شخص نے یتیموں کے مال پر قبضہ جمایا ہے، اور اس کو اپنے استعمال میں لاتا ہے، اس غاصب پر کوئی چیز بیچنا شرعا کیسا ہے؟

واٹس ایپ

فون نمبر: 03118698328

دار الافتاء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی شخص نے یتیموں کے مال پر قبضہ جمایا ہے، اور اس کو اپنے استعمال میں لاتا ہے، اس غاصب پر شرعاً کوئی بیچنا کیسا ہے؟

واٹس ایپ

فون نمبر:03118698328

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب حامداً ومصلیاً

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح رہے کہ اگر کسی شخص نے واقعتاً یتیموں کے مال پر قبضہ کیا ہو تو وہ شرعاً غاصب کے حکم میں ہے اور اس مال کا استعمال کرنا اس کے لئے حرام ہے، اور اس کو کوئی چیز فروخت کر کے قیمت وصول کرنے کے بارے میں تفصیل ہے۔

(1): اگر غاصب بعینہ وہی غصب کی ہوئی چیز (ثمن وغیرہ) سامان کے بدلے میں دے رہا ہو اور لینے والے کو اس کا علم ہو کہ وہ شئ مغصوبہ ہے تو اس کے بدلے میں غاصب کو کوئی چیز فروخت کرنا درست نہیں ہے اس لئے کہ جس طرح وہ چیز غاصب کے لئے ناجائز ہے اسی طرح اس سے لینے والے کے لئے بھی ناجائز ہے۔

(2): اور اگر غاصب کے پاس مغصوب مال کے علاوہ دوسرا حلال مال (مثلاً کسی سے قرض لیا ہو، یا میراث یا بطور ہدیہ کوئی حلال رقم ملی ہو یا کسی جائز کاروبار سے حاصل کی ہو) بھی موجود ہو اور حلال و مغصوب الگ الگ ہو تو ان میں سے ہر ایک پر الگ الگ احکام جاری ہوں گے اس طور پر کہ اگر غاصب سامان کے بدلے میں جو مال دے رہا ہے اس مال کے بارے میں بتلادے کہ وہ اس کا مملوکہ حلال مال ہے تو فروخت کرنے والے کے لئے اس کو فروخت کرنا اور قیمت کے طور پر وصول کرنا درست ہے، اگر وہ اس مال کا مغصوب ہونا بتلادے تو فروخت کرنے والے کے لئے اس کو فروخت کرنا اور قیمت کے طور پر مغصوب مال کا لینا درست نہیں ہے۔

(3): اور اگر مذکورہ صورت (حلال اور مغصوب مال الگ الگ ہو) میں فروخت کرنے والے کو سامان کے بدلے میں دی جانی والی قیمت کا علم نہ ہو کہ وہ حلال میں سے دے رہا ہے یا مغصوبہ مال میں سے دے رہا ہے البتہ وہ یہ جانتا ہو کہ اس کے پاس حلال اور مغصوب دونوں قسم کا مال ہے تو اس صورت میں اکثر مال کا اعتبار ہو کیا جائے گا اس طور پر کہ اگر اس کے پاس اکثر مال حلال ہے تو سامان کے بدلے میں دی جانی والی قیمت حلال شمار کی جائے گی، اور اگر اس کے پاس اکثر مال حرام ہے تو سامان کے بدلے میں دی جانے والی قیمت حرام شمار کی جائے گی۔

دارالافتاء

(4): اور اگر اس کے پاس دونوں قسم کا مال (حلال اور مغصوب) مخلوط ہے، اور فروخت کرنے والے کو سامان کے بدلے میں دی جانی والی قیمت کا علم نہ ہو کہ وہ حلال میں سے دے رہا ہے یا مغصوبہ مال میں سے دے رہا ہے تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ حلال مال کے بقدر لینا درست ہوگا، اس کے علاوہ کا لینا درست نہیں ہوگا، اور اگر فروخت کرنے والے کو غاصب کے حلال مال کی مقدار کا علم نہ ہو تو اس صورت میں اس کو فروخت کرنے سے احتراز کیا جائے تاہم اگر فروخت کرنے والے کا غالب گمان یہ ہو کہ یہ جو قیمت دے رہا ہے اس کے بقدر حلال رقم اس کے پاس ہے تو غالب گمان پر عمل کرتے ہوئے اس کو فروخت کرنا درست ہوگا۔ (کذا فی التبویب:123/100)

كما فی فقه البيوع (1037/2، 1035، 1031، 1021، 1007، 1006)، مط: معارف القرآن

ثم ان كان المغصوب قائما عند الغاصب بعينه، تتعدى حرمته الى من يأخذه من الغاصب شراءً او هبةً او ارثاً، وهو يعلم انه مغصوب، وهذا القدر لانعلم فيه خلافا بين الفقهاء. قال ابن رشد رحمه الله: اذا كان الحرام عند آخذه لم يفت، رد بعينه الى ربه ومالكه، وسواء كان له مال حلال او لم يكن، يعني للغاصب، ولا يحل لأحد ان يشتريه منه إن كان عرضاً ولا يبايعه فيه إن كان عيناً (اى نقداً)، ولا يأكله إن كان طعاماً، ولا يقبل شيئًا من ذلك هبةً، ولا يأخذه منه فی حق كان له عليه، ومن فعل شيئًا من ذلك وهو عالم، كان سبيله سبيل الغاصب فی جميع احواله... وما ورد فی كلام بعض الفقهاء الحنفية أن الحرمة لا تتعدى إلى ذمتين، فهو محمول على ما إذا لم يعلم بذالك، إى إذا لم يعلم الآخذ أن هذا المال حرام غير مملوك للمعطى. وكذالك الصحيح انه لا يصح للورثة إذا علموا أنه حرام سواء أعلموا أربابه ام لم يعلموا، فإن علموا ارده إلى أربابه وإن لم يعلموا اتصدقوا به... القسم الثالث: ما كان مجموعاً من الحلال والحرام وهو على أربع صور: الصورة الأولى: أن يكون الحلال عند الغاصب او كاسب الحرام متميزان من الحرام، فيجرى على كل واحد منهما احكامه. وإن أعطى أحدًا من الحلال، حل للآخذ، وان اعطى من الحرام حرم عليه، وإن علم الآخذ أن الحلال والحرام متميزان عنده، ولكن لم يعلم أن ما يأخذه من الحلال او من الحرام، فالعبرة للحنفية للغلبة، فإن كان الغالب فی مال المعطى الحرام، لم يجز له، وإن كان الغالب فی ماله الحلال وسع له ذلك... وقد اشتهر على الألسن أن حكم التعامل مع من كان ماله مخلوطًا بالحلال والحرام أنه إن كان الحلال فيها اكثر، جاز التعامل معه بقبول هديته وتعاقد البيع والشراء معه، وبذلك صدرت بعض الفتاوى، ولكن ما يتحقق بعد سبر كلام الفقهاء الحنفية فی هذا الموضوع أن اعتبار الغلبة إنما هو فيما إذا كان الحلال متميزًا عن الحرام عند صاحبه، ولا يعلم المتعامل معه أن ما يعطيه من الحلال أو من الحرام، فحينئذ تعتبر الغلبة، بمعنى أنه إن كان اكثر ماله حلالًا، يفرض أن ما يعطيه من الحلال، والعكس بالعكس، كما قدمنا نصوصه فی الصورة الأولى. أما إذا كان الحلال مخلوطًا بالحرام دون تمييز أحدهما بالآخر فإنه لا عبرة الحالة فی مذهب الحنفية بل يحل الإنتفاع من المخلوط بقدر الحلال سواء كان الحلال قليلًا أم كثيراً... ومقتضى هذه الأدلة أنه إن كان اعطى منه أحدًا بقدر الحلال جاز للآخذ أخذه والانتفاع به سواء كان غنيًا أم فقيراً... والخلاصة أن الغاصب إن خلط المغصوب بماله، ملكه وحل له الانتفاع بقدر حصته على أصل أبی حنيفة رحمه الله، وعند محمد رحمه الله، حل له الانتفاع بقدر حصته وإن لم يملكه. فإن باعه أو وهبه بقدر حصته، جاز للآخذ الانتفاع به. أما إذا باع أو وهب بعد استفاد حصته من الحلال، فيدخل فی

الصورة الثانية التى كل المخلوط فيها مغصوب ولايحل له الانتفاع به، ولا للذى يشترى او يتهب منه حتى يؤد البدل إلى المغصوب منه . فأما إذا لم يعلم الآخذ كم حصة الحلال فى المخلوط ، يعمل بغلبة الظن، فإن غلب قدر الحلال على ظنه أنه قدر مايتعامل به حلال عنده فلا بأس بالتعامل كما سيأتى فى الصورة الرابعة . وبما أنه يتعسر معرفة قدر الحلال فى المال المخلوط، أو معرفة أن الغاصب استنفد ما فيه من الحلال، فلا شك أن الورع الاجتناب إلا إذا كان الغاللب فيه حلالاً ولكنه من باب الورع لا الفتوى . . . ان المال مركب من الحلال والحرام ، ولا يعرف أن الحلال مميز من الحرام أو مخلوط غير مميز، وإن كان مخلوطًا فكم حصة الحلال فيه ، والأولى فى هذه الصورة التنزه ولكن يجوز للآخذ أن يأخذ منه بعض ماله هبةً أو شراءً، لأن الاصل الإباحه، وينبغى ان يقيد ذلك بأن يغلب على ظن الآخذ أن الحلال فيه بقدر ما يأخذه أو أكثر منه.

وفى ردالمختار (292/2) مط: ايچ ايم سعيد

وفى حاشية الحموى عن الذخيرة : سئل الفقيه أبو جعفر عمن اكتسب ماله من أمراء السلطان وجمع المال من أخذ الغرامات المحرمات وغير ذلک هل يحل لمن عرف ذلک أن يأكل من طعامه ؟ قال : أحب إلى أن لا يأكل منه ويسعه حكما أن يأكله إن كان ذلک الطعام لم يكن فى يد الطعام غصبًا أو رشوةً اه أى إن لم يكن عين الغصب أو الرشوة لأنه لم يملكه فهو نفس الحرام فلا يحل له ولا لغيره.

وفى المبسوط للسرخسى (200/10)، مط: دار الفكر

فإذا كانت الغلبة للحرام كان بمنزلة ما لو كان الكل حرامًا فى وجوب الاجتناب عنه.

وكذا فى الكتب الآتية:

فتاوى الهنديه (343/5) مط: رشيديه، الدر مع الرد (385/6)، مط: ايچ ايم سعيد، حاشية الطحطاوى (193/4) مط: رشيديه ، الاشباه والنظائر (113/1) مط: قديمى ، المحيط البرهانى (110/6) مط: غفاريه ، البزازيه (360/6) مط: رشيديه ، خلاصة الفتاوى (348/4) مط: رشيديه.

والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب

مقصود الله احمد زئی عفا الله عنه

دار الافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

13 / ربیع الثانی / 1442ھ

29 / نومبر / 2020ء

الجواب صحیح

بندہ محمد یونس لغاری عفی عنہ

مفتی جامعہ اشرف المدارس کراچی

13 / ربیع الثانی / 1442ھ

الجواب صحیح
محمد اللہ عفی عنہ
۱۳/۴/۱۴۴۲ھ

الجواب صحیح
احسان اللہ عفا اللہ عنہ
۱۳/۴/۱۴۴۲ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۶۶/۱۶۷
مؤرخہ ۱۶ ربیع ۱۴۴۲ھ
2-12-2020